امام ابن تیمیہ اور مسئلہ طلاق

عبدالرشید عراقی

امام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ الحرانی الدمشقی (م۷۲۸ھ) اپنے دور کے ایک جلیل القدر امام، محدث، اور مجتہد تھے۔ انہوں نے نہ صرف جملہ علوم اسلامیہ یعنی قرآن مجید، تفسیر قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ و سیر، اسماء الرجال، ادب و لغت اور صرف و نحو میں عبور حاصل کیا۔ بلکہ عقلی علوم علم کلام و فلسفہ و منطق و تصوف میں بھی پوری مہارت حاصل کی۔

علمائے کرام، ارباب سیر اور معاصرین نے آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ شیخ علامہ ابن دقیق العید (م۷۰۲ھ) فرماتے ہیں۔

جب ابن تیمیہ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ تمام علوم اس شخص کی آنکھوں کے سامنے ہیں جو چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔

شیخ بدرالدین انتی ماھ اپنے مرثیے میں امام ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا ہے

امام ابن تیمیہ علوم کا سمندر اور بزرگی کا خزانہ ہیں وہ دہر میں یکتا اور اس زمانے کے امام ہیں اگر وہ آٹھویں صدی میں سب سے پہلے آئے۔ تو کیا ہوا۔ مگر وہ

علوم میں سب سے آگے ہو چکے ہیں۔ اور وہ سب کے امام ہیں۔

یہ سب جانتے ہیں کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں اسلامی نظریات و افکار و خیالات میں جمود پیدا ہو گیا تھا۔ مسلمان ائمہ اربعہ کے مسلک کے پابند ہو گئے تھے۔ اور کوئی بھی اپنے مسلک سے باہر قدم رکھنے پر آمادہ نہیں تھا۔

علامہ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے البدایہ والنھایہ میں لکھا ہے کہ

مصر و دمشق میں ہر ایک مسلک کے علیحدہ علیحدہ قاضی مقرر ہوئے تھے۔ جو صرف اپنی فقہ کے مطابق فیصلے دیتے تھے۔ اور سائل کی تشریح کرتے تھے ہر ایک اپنے مسلک کو ہی حق سمجھتا تھا۔ اور اس سے باہر جا کر کسی دوسرے مسلک پر عمل کرنے سے منع کرتا تھا۔ علماء اپنے مسلک کے سواء کسی دوسرے مسلک کے نقطہ نظر اور اس کی دلیلوں پر غور و فکر کرنے کے عادی نہیں تھے۔ دعویٰ تو سب کا یہی تھا کہ اللہ ایک ہے رسول ایک ہے دین ایک ہے اسلام ایک ہے اس لئے تمام مسلمان بھی ایک ہیں مگر عملاً ان مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں باہم کوئی اتحاد و اتفاق نہیں تھا۔

امام ابن تیمیہ ایک حنبلی خاندان میں پیدا ہوئے۔ مگر فقہی مسائل میں انہوں نے اس کی اتباع کی۔ جو انہیں سب سے زیادہ اچھا معلوم ہوا۔ اور ان کا سب سے بڑا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو قرآن و حدیث اور عصری تقاضوں پر سوچنے کی دعوت دی اور اس کے ساتھ انہوں نے ان قوانین کا جو فقہ اسلامی میں دستور زمانہ کے مطابق بنے تھے۔ اور جن کو غیر معمولی اہمیت دی جا رہی تھی۔ اس کا انکار کیا۔

مولانا محمد یوسف کوکن مرحوم لکھتے ہیں

میرے نزدیک امام ابن تیمیہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ فقہ اسلامی میں دستور زمانہ کے مطابق جو قوانین بنے تھے۔ اور ان کو جو غیر معمولی اہمیت دی جارہی تھی۔ اس کا انہوں نے انکار کیا اور مسلمانوں کو قرآن و حدیث اور عصری تقاضوں پر سوچنے کی دعوت دی۔ عام علماء اور مسلمان فقہ کو سب سے زیادہ اہمیت دے رہے تھے۔ اگر قرآن و حدیث اور فقہ کے درمیان بین اختلاف پایا جائے۔ تو فقہ کو قرآن و حدیث کے مطابق پرکھنے کی بجائے قرآن و حدیث کو فقہ پر منطبق کرنے کی کوشش کر رہے تھے گویا فقہ ہی اصل ہے۔ قرآن و حدیث اس کی فرع ہیں ان کا کہنا یہ تھا کہ قرآن و حدیث کی صحیح تعبیر و تشریح ائمہ اربعہ پر ختم ہوئی ان کے بعد کسی کو اجتہاد کا حق نہیں پہنچتا۔ (فکر اسلامی کی تشکیل جدید ص ۳۱۶)

مسئلہ طلاق ثلاثہ فی مجلس واحد

ہمارے سماج میں بہت سے قانونی مسائل ایسے رواج پذیر ہو گئے ہیں۔ جن میں قرآن و حدیث کی بجائے دستور زمانہ کا سہارا لیا جاتا ہے اور اس میں مسئلہ طلاق سب سے پہلے آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے بیٹھتا تو ایک طلاق تصور کی جاتی تھی۔ دور صدیقی میں بھی یہی دستور رہا۔ اور خلافت فاروقی کے ابتدائی سالوں میں بھی یہی دستور رہا۔ کہ طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق تصور کیا جاتا تھا۔ مگر حضرت عمر فاروقؓ نے جب یہ دیکھا کہ لوگ غصہ میں آکر قرآن و سنت کے خلاف تین طلاقیں دیتے جا

رہے ہیں۔ تو آپ نے ان کو بائن قرار دے دیا۔

بعد میں جو فقہ مرتب ہوئی۔ وہ حضرت عمر فاروق کے اس حکم پر بن گئی۔ غصہ میں آکر تین طلاق دینا تو آسان تھا۔ مگر بیوی سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا۔ اور اپنی بیوی کو دوبارہ زوجیت میں لینے کا کوئی ذریعہ نہیں بنتا تھا۔

آخر ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس کا کام ہی یہ تھا کہ پہلے شوہر سے روپیہ وصول کر کے اس مطلقہ عورت سے نکاح کرے۔ اور ایک رات کی ہم بستری کے بعد اس کو طلاق دے دے۔ لوگوں نے اس کو پیشہ بنا لیا اس پیشے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مگر جامد تقلید کا برا ہو۔ علماء وقت اس قانون پر نظرثانی کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ان کو اس باعث ننگ پیشہ کی برائی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

امام ابن تیمیہ نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور وقتی قانون پر تنقید کی انہوں نے فرمایا ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی متصور ہوں گی۔ غصہ میں آکر طلاق دینے والا اپنی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

مقلد علماء امام صاحب کے خلاف ہو گئے اور ہنگامہ آرائی کر دی۔ جس کی وجہ سے امام ابن تیمیہ کو جیل جانا پڑا۔

امام ابن تیمیہ کے دلائل

امام ابن تیمیہ نے قرآن و حدیث و آثار صحابہ سے شواہد پیش کئے۔ کہ ایک مجلس میں تین طلاق یا اس سے زیادہ کہنے سے ایک ہی طلاق تصور ہو گی اللہ تعالیٰ

قرآن پاک میں فرماتا ہے

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (البقرہ ع۲۹)

طلاق دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو شرافت کے ساتھ رجوع کر لیا جائے ورنہ خوبی کے ساتھ چھوڑ دیا جائے۔

امام صاحب فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ دو طلاقیں ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ دو مرتبہ کر کے دیں پس اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے تجھے دو طلاقیں ہیں یا دس ہیں یا ہزار ہیں تو یہ طلاق ایک ہی مانی جائے گی۔

قرآن مجید سے مزید استدلال کرتے ہوئے امام صاحب فرماتے ہیں

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب (الطلاق)

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ مخلصی کی کوئی صورت نکالے گا اور وہ تو بے حساب روزی دینے والا ہے۔

پھر حدود طلاق بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً (الطلاق)

تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی دوسری صورت (ملاپ) کی پیدا کر دے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امام ابن تیمیہ یہ روایت پیش کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد گرامی میں پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کے پہلے دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق کی حیثیت رکھتی تھیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ طلاق کے معاملہ میں جلد بازی سے کام لینے لگے ہیں۔ حالانکہ اس میں سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ طاوس کہتے ہیں ابو الصہبا نے ابن عباس سے کہا۔ کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکر صدیق کے زمانہ میں طلاق ثلاث طلاق واحدہ نہیں مانی جاتی تھیں۔ ابن عباس نے کہا ہاں ایسا ہی تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب لوگ طلاق واحدہ بار بار کثرت سے دینے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس امر کو نافذ قرار دے دیا۔ امام احمد عکرمہ کی روایت سے عبداللہ بن عباس کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ رکانہ بن عبدیزید نے اپنی بیوی کو بیک نشست تین طلاقیں دے ڈالیں پھر انہیں اس بات کا بہت غم ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر پوچھا آپ نے دریافت فرمایا تو نے اسے کس طرح طلاق دی تھی۔ رکانہ نے کہا میں نے اسے تین طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا ایک ہی نشست میں۔ رکانہ نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک ہی ہے تم چاہو تو رجوع کر لو چنانچہ رکانہ نے رجوع کر لیا۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۴۰)

اس حدیث کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک نشست تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا ہے تو پھر ایک لفظ کے ساتھ

تین طلاقیں بدرجہ اولیٰ ایک ہی متصور ہوں گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت عمر فاروق نے تین طلاقوں کو نافذ کر دیا تھا مگر اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کی مطلقہ بیوی کو اس پر حلال کرنے کی نیت سے شادی کرے گا تو اس کو زنا کی سزا دی جائے گی۔ فقہائے کرام نے حضرت عمر کے فیصلے کو تو اٹل قرار دیا۔ مگر دوسرے فیصلہ کی طرف توجہ نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ عہد نبوی، عہد صحابہ اور تابعین، تبع تابعین کے زمانہ میں تحلیل کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ رفتہ رفتہ تین طلاقوں کے بائن ہونے کا مسئلہ اجماعی حیثیت اختیار کر گیا اور چاروں مذاہب کے قاضیوں اور مفتیوں نے اس کو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر تحلیل کے دروازے بند کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں

چونکہ تحلیل حضرت عمرؓ کے زمانے میں ظاہر نہیں تھی۔ اور تین طلاقوں کو نافذ کر کے حرام چیز سے لوگوں کو روکنا مقصود تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنے اجتہاد کی بناء پر اس کا حکم دیا۔ مگر جب ایسا کرنے والا سزا کا مستحق نہ ہو۔ اور تین طلاقوں کو نافذ کرنے سے تحلیل اور دوسرے مفاسد کا مرتکب ہونا پڑتا ہو جس کو نص کے ذریعہ حرام قرار دیا گیا ہے۔ اور اس پر صحابہ کا اجماع اور ہمارا اعتقاد ہے تو ایک حقیقی برائی کو ایسی برائیوں کے ذریعہ روکنا جو اس سے بھی زیادہ گھناؤنی ہیں۔ جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ کے فیصلہ کو جاری کر کے تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا بہتر ہے
(فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۲۳)

امام ابن تیمیہ اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کے ایک ہونے کا حکم زمانہ نبوی اور عہد صدیقی کے لئے مخصص تھا۔ تو ان کا یہ دعویٰ باطل ہے اور اس کی تخصیص کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اور اگر اس بات کا دعویٰ کیا جائے کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے تو یہ بھی غلط ہے اس کی بھی دلیل ان کے پاس موجود نہیں۔ اور جب یہ کہا جائے کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا تو بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اختلاف کیا ہے اور جب کسی حکم میں اختلاف ہو جائے تو قرآن مجید کے حکم کے مطابق اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق اس قسم کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۲۵)